بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

بمبئی کے دینی تعلیمی کنونشن میں جو سنٹرل بورڈ بنا تھا گذشتہ مارچ کی آخری تاریخوں میں اس بورڈ کا پہلا جلسہ دلی میں ہوا۔ جس میں بورڈ کا دستور مرتب کر کے پیش کیا گیا اور وہ منظور ہو گیا اس کے علاوہ بورڈ سے متعلق جو بعض انتظامی امور تھے وہ طے ہو گئے گویا اس طرح کام کرنے کی ایک لائن بچھ گئی ہے اور اب صرف کام کا شروع کر دینا باقی ہے۔

اس موقع پر یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ جمعیۃ علمائے ہند نے بطور خود یہ کام بہت پہلے سے ہی شروع کر رکھا ہے اور اس نے کنونشن کے انعقاد کا انتظار نہیں کیا۔ چنانچہ ابھی حال میں دفتر جمعیۃ کی طرف سے جو ایک پمفلٹ شائع ہوا ہے اس میں جمعیۃ کے اس کارنامے کی مفصل اور معلومات افزا تفصیل دے دی گئی ہے۔ یعنی مثلاً یہ کہ مشرقی پنجاب میں کہاں کہاں کس علاقہ میں اب مسلمانوں کی کتنی آبادی ہے۔ جمعیۃ نے ان علاقوں میں کہاں کہاں دینی مکاتب قائم کئے ہیں اور ان مکاتب میں طلبہ یا طالبات کی تعداد کتنی ہے۔ حق یہ ہے کہ اس پمفلٹ کے مطالعہ سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ عام خیال کے مطابق جمعیۃ علمائے ہند صرف ہنگامی اور وقتی مسائل پر ہی اپنی صلاحیت و قوت خرچ نہیں کر رہی ہے۔ بلکہ ہندوستان میں مسلمانوں کے مستقبل کا جائزہ اس نے بڑی دیدہ وری اور روشن خیالی کے ساتھ لیا ہے اور اس جائزہ کی روشنی میں اس نے مسلمانوں کے دینی تحفظ کے لئے جو پروگرام سوچ سمجھ کر طے کیا ہے اس پر اپنی بہترین تنظیمی صلاحیتوں کے ساتھ بڑی خاموشی اور استقلال سے عمل بھی کر رہی ہے۔

دینی تعلیمی سنٹرل بورڈ کے قیام کے بعد اب ان دینی مکاتب کو قائم کرنے کی جد و جہد عام ور

ذیر ہو جانی چاہیے اور اس کو ایک ایسے وسیع پیمانہ پر چلانا چاہیے کہ ہندوستان کا کوئی قصبہ ۔ کوئی گاؤں ایسا نہ رہے جہاں مسلمانوں کا ایک بھی گھر ہو اور وہاں مکتب نہ ہو بورڈ کے سامنے یہی کام ہے اور یہی اس کو کرنا ہے ۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس میں خاطر خواہ کامیابی اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ عام مسلمان پوری تندہی اور جوش کے ساتھ اشتراکِ عمل نہ کریں اس سلسلہ میں سب سے مقدم سوال فنڈ کا ہے ہندوستان میں اگر مسلمانوں کی آبادی چار کروڑ بھی مان لی جائے جو یقیناً اصل آبادی سے کم ہے تب بھی ۲ / فی کس کے حساب سے رقم جمع کی جائے تو پچاس لاکھ روپیہ جمع ہو جاتے ہیں ۔ کہنے کو یہ بہت بڑی رقم ہے لیکن جس اہم اور عظیم الشان کام کو انجام دینا ہے اس کے لئے یہ کچھ ایسی زیادہ بڑی رقم بھی نہیں ہے ۔

دنیا میں ہر قوم اور ہر جماعت کی زندگی اسی وقت تک قایم رہتی ہے جب تک کہ وہ اپنی آئیڈیالوجی پر مضبوطی کے ساتھ قایم رہے اور اس کے اعمال و افعال ۔ اطوار و اخلاق اور بود و ماند میں اس آئیڈیالوجی کے اثرات پائے جائیں ۔ جب یہ قاعدہ عام اور کلیہ ہے تو مسلمان اس سے کس طرح مستثنیٰ ہو سکتے ہیں ۔ پھر مسلمانوں کا معاملہ تو یہ ہے کہ ان کے لئے صرف مادی زندگی کا اور دنیا میں بحیثیت ایک قوم کے زندہ رہنے کا سوال نہیں ہے بلکہ ان کی آخرت میں نجات اور کامرانی ان سب کا دار و مدار اسی اپنی آئیڈیالوجی کے ساتھ گہری وابستگی اور اس پر عمل کرنے پر ہے پس جب یہ بات طے شدہ ہے اور اس سے انکار کسی کو بھی نہیں ہو سکتا تو اب سوال یہ ہے کہ مکتب کی دینی تعلیم کے بغیر ایک قطعاً غیر اسلامی ماحول اور سوسائٹی میں زندگی بسر کرنے کے باوجود یہ مقصد کس طرح حاصل ہو سکتا ہے ۔ ممکن ہے انفرادی طور پر کوئی ایک شخص اپنے گھر پر اس کا انتظام کر سکے لیکن چند ایک لوگوں کا ایسا انتظام کر لینے سے پوری قوم کی مشکل تو حل نہیں ہو سکتی ۔ اس بنا پر مسلمانوں کا نہایت اہم فرض ہے کہ وہ اپنے فروعی اختلافات کو پس پشت ڈال کر ہم آہنگی اور یک جہتی کے ساتھ دینی تعلیمی سنٹرل بورڈ کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں اور اس کی امداد کرنے میں پس و پیش نہ کریں ۔